ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ

عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 2 ربیع الاول 1433ھ 27 جنوری تا 2 فروری 12ء | شمارہ 4

فون 7656730

فیکس 7659847

توحید

توحید کی تین قسمیں ہیں۔ (1) توحید ربوبیت (2) توحید الوہیت (3) توحید اسماء وصفات

1۔ توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک، رازق صرف اللہ ذوالجلال ہے۔ جبکہ مشرکین مکہ بھی اس کے قائل تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ”اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے؟ تو یقیناً یہی کہیں گے کہ **اَللّٰہ**“ (الزمر: ۳۸،۳۹) دوسرے مقام پر فرمایا کہ ”اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین اور جو کچھ بھی زمین میں ہے یہ سب کس کا مال ہے؟ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ ہر چیز کی بادشاہی کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور وہ سب کو پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی پناہ دینے والا کوئی نہیں، ان سب کے جواب میں یہ یہی کہیں گے کہ **اللہ**۔ یعنی یہ سارے کام صرف اللہ ہی کے ہیں۔“ (المومنون: ۲۳،۸۴،۸۹)

2۔ توحید الوہیت:

توحید الوہیت کا مطلب ہے کہ عبادت کی تمام تر اقسام کا مستحق صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔ اس لیے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ صرف یہی عبادات نہیں بلکہ کسی مخصوص ہستی سے دعا والتجا کرنا، اس کے نام کی نذر و نیاز دینا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کا طواف کرنا، اس سے طمع اور خوف رکھنا یہ بھی عبادات میں سے ہے۔ جبکہ قبر پرستی کے مرض میں مبتلا عوام وخواص اس توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

3۔ توحید اسماء وصفات:

توحید اسماء وصفات کا مطلب ہے کہ رب العالمین کی جو اسماء وصفات قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کیا جائے، مثلاً علم غیب، حاجت روا، مشکل کشاء، رزق دینے والا، اولاد دینا، ان سب صفات الٰہیہ میں سے کوئی بھی صفت اللہ کے سوا کسی نبی، ولی، پیر، فقیر یا کسی بھی شخص کے اندر تسلیم نہ کی جائیں، اگر کوئی ان صفات میں کسی بشر کو شریک کرتا ہے گویا وہ اپنے رب کی مخالفت کرتا ہے۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

دخول جنت کے اسباب

((عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: لاتدخلون الجنة حتی تومنوا ولاتؤمنوا حتی تحابوا اولادلکم علی شیء اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم)) سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگ جاؤ کیا میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتلاؤں کہ تم جب اسے اپناؤ تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انه لایدخل الجنة الا المومنون وأن محبة المومنین من الایمان رقم الحدیث:٥٤)

دخول جنت کے تین اسباب: ۱۔ایمان ۲۔آپس میں محبت ۳۔السلام علیکم کو عام کرنا۔

1۔ایمان: ہروہ شخص جو توحید و نبوت کا اقرار کرتے ہوئے شریعت محمدی ﷺ میں داخل ہو جائے وہ مومن ہے۔(مفردات القرآن)

حدیث جبریل میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا((ان تومن باللہ وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر وتومن بالقدر خیرہ وشرہ)) ''یہ کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر اور تقدیر کے اچھا اور برا ہونے پر ایمان لائے۔''(صحیح مسلم)

یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان، اسکی صفات پر ایمان اور اللہ رب العزت نے جتنے بھی فرشتے پیدا کیے ہیں ان سب پر ایمان، اللہ کے رسولوں پر ایمان، اس کی کتابوں پر ایمان، یوم آخرت کے تمام احوال جو کتاب وسنت میں موجود ہیں ان پر ایمان اور جو کچھ اللہ نے مقدر میں لکھا ہے وہ اچھا ہو یا برا، اس پر ایمان لانا یہ ایمانیات کی چھ قسمیں ہوئیں۔

2۔آپس میں محبت: آپس میں محبت سے مراد اللہ کے لیے محبت اور اللہ کی رضا کے لیے بغض رکھنا ہے۔ارشاد ربانی ہے''اشداء علی الکفار رحماء بینهم'' ''وہ (صحابہؓ) کفار کے لیے نہایت سخت اور آپس میں بڑے نرم ہیں۔''(الفتح:۲۹) اللہ رب العزت قیامت کے دن ایسے لوگوں سے فرمائے گا''این المتحابون بجلالی؟الیوم اظلهم فی ظلی یوم لاظل الا ظلی'' ''میری عظمت وجلالت کے لیے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔''(صحیح مسلم:۲۵۶٦)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کسی دوسری بستی کی طرف اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ بٹھادیا، اس نے پوچھا تو کہاں جارہا ہے؟ اس نے کہا میں اس بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں، فرشتے نے کہا کیا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے؟ جسے تو اتارنے جارہا ہے، اس نے کہا نہیں! صرف اس لیے جارہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہوں، فرشتے نے کہا میں تیری طرف اللہ کا یہ پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے اللہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔(حوالہ مذکورہ رقم الحدیث:۲۵٦۷)

3۔السلام علیکم کو پھیلانا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها اوردوها'' اور جب تمہیں السلام علیکم کہا جائے تو تم اچھے طریقے سے جواب دو یا کم از کم اتنا ہی لوٹادو۔(النساء:۸٦) رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر چھے حقوق بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ''اذالقیته فسلم علیه'' جب تم اسے (مسلمان کو) ملو تو السلام علیکم کہو۔(صحیح مسلم:۲۱٦۲)

السلام علیکم کو پھیلانے کی اہمیت اس حدیث مبارکہ سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے، اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا پتھر حائل ہو جائے، پھر ملے تو اسے (پھر) سلام کرنا چاہیے۔(سنن ابی داود کتاب الادب فی الرجال یفارق الرجال رقم الحدیث:٥٢٠٠) حالت نماز میں سلام کا جواب دینے کا طریقہ صرف ہاتھ سے اشارہ ہے۔(ترمذی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی جنت حاصل کرنے کے تینوں اسباب نصیب فرمائے۔آمین

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور
جماعت اہلحدیث کا ترجمان
مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی
جلد 56 ☆ شمارہ 4
2 ربیع الاول 1433ھ
27 جنوری 2012ء
C.P.L - 104
فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 6
شاہ اربل کا تحفہ 8
جشن میلادالنبی ﷺ ......حقیقت کیا؟ 11
قیامت کا منظر 14
شرک اکبر 16

زر تعاون

فی پرچہ 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

وسائل کے اعتبار سے دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ایک ملک جس کے عوام فاقوں سے تنگ آ کر اپنے بچوں کو قتل کر کے خودکشیاں کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملک پاکستان کو معدنی، زرعی، بحری اور افرادی قوت سے اتنا مالا مال کیا ہے کہ اگر یہ ملک دیانتداری سے اپنے وسائل کو بروئے کار لائے تو دنیا کے امیر ترین ممالک کی صف میں شامل ہو۔ یہ ملک سونے اور تانبے کے ذخائر رکھنے والے ممالک میں پانچویں نمبر پر ہے اور کپاس کی پیداوار میں دنیا کا چوتھے نمبر پر ہے۔ کوئلے کی ذخائر جنہیں جدید اصطلاح میں بلیک گولڈ کہا جاتا ہے کے اعتبار سے پاکستان دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے اس کے کوئلے کے ذخائر کا اندازہ 185 ارب ڈالر بنے ہیں، جس کی عالمی مارکیٹ کے حساب سے مالیت تقریباً تین کھرب ڈالر بنے۔ صرف کوئلے کی مالیت سعودی عرب اور ایران کے تیل کی قیمت سے زیادہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بحری وسائل کے اعتبار سے اسے کراچی اور گوادر کی دو بندرگاہیں محل وقوع کے اعتبار سے اور اس کے گرم پانیوں کے اعتبار سے ایسی عطا کی ہیں جس کا پانی منجمد نہ ہونے کی وجہ سے سارا سال تجارتی مقاصد کے لیے کارآمد ہیں۔ زرعی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو نہ صرف چاروں موسموں سے نوازا ہے بلکہ اس کو میدانی، پہاڑی اور صحرائی زمینوں سے بہرہ ور کیا ہے جو کہ ہر طرح کی فصل کے لیے موزوں بنے۔ اس کا نہری نظام دنیا کا نمبر ایک ہے اس ملک کے اناج اور پھلوں کا ذائقہ پورے کرہ ارض پر منفرد ہے۔ افرادی قوت ذہنی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی پوری دنیا میں اپنا سکہ منوا چکی ہے بلکہ دنیا بھر میں جہاں بھی پاکستانی آباد ہیں ان کی مثبت ذہنی سرگرمیوں کی بناء پر جہاں انہوں نے ایک نام پیدا کیا ہے وہاں منفی ذہنی سرگرمیوں میں مبتلا لوگوں نے بھی دنیا کو چکرا کے رکھ دیا ہے۔ روس کے کلاشنکوف نے جب یہ ہتھیار ایجاد کیا اور اسی کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تو اس وقت اس کی پاکستان میں قیمت تقریباً تیس ہزار روپے تھی۔ درہ آدم خیل کے کاریگروں نے سات ہزار میں وہی ہتھیار تیار کر کے پاکستانیوں کو دے دیا۔ کپڑے کی صنعت میں ہمارے لڑکپن کے دور میں جاپان نے کے، ٹی چار ہزار کے نام سے ایک کپڑا تیار کیا اور اس وقت پوری دنیا میں جاپانی کے، ٹی نے اپنا سکہ قائم کیا جونہی یہ کپڑا پاکستان میں پہنچا ہمارے فیصل آباد کے صنعتکاروں نے فی الفور ہی کے، ٹی تیار کر لی بلکہ میڈان جاپان کی مہریں بھی ایسی لگائیں کہ گاہک اصل اور نقل میں تمیز ہی نہیں کر سکتا تھا۔ گجرات میں ایک دفعہ ایک مکان پر پولیس نے چھاپہ مار کر جعلی سندات جعلی ڈگریوں اور جعلی ویزوں کا کاروبار کرنے والوں کو پکڑا، لاہور میں اس وقت رچرڈ کی امریکی قونصلیٹ تھا جب اس کے جعلی دستخطوں سے لگا ہوا ویزہ اس کو دکھایا گیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا اس نے اپنے دستخط دیکھ کر کہا کہ اب تو آپ نے یہ جعلسازی پکڑ کر پاسپورٹ مجھے دکھایا ہے اگر عام روٹین میں یہ پاسپورٹ ویزے کی تصدیق کے لیے میرے پاس آتا تو میں نے بلاتوقف تصدیق کر دینی تھی کیونکہ میرے اصل دستخطوں اور اس جعلی دستخط میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔

جب ٹیلیفون کال بڑی مہنگی تھی اور سعودی عرب سے پاکستانی فون کرنے کے لیے بوتھ پر ریال قطار میں جوڑے جاتے تھے اور ایک منٹ میں تین چار ریال بوتھ میں گر جاتے تھے، وہاں مقیم پاکستانی نے ایک ریال میں سوراخ کر کے ریشمی دھاگے سے باندھ کر ریال کو بوتھ کے سوراخ سے اس طرح نیچے لڑھکاتے تھے کہ ریال تہہ تک پہنچنے کی بجائے درمیان میں معلق رہتا اور یوں گھنٹوں باتیں کرنے کے بعد ریال کو بحفاظت واپس کھینچ لیا کرتے تھے۔ جدہ کے محلہ بنی مالک کے بارے میں بھی جعلی ویزوں کی داستانیں اکثر سننے کو ملتی ہیں، بہرکیف پاکستانی اپنی مثبت ذہنی استعداد کی بدولت بھی آج دنیا کے گوشے گوشے میں انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس، میڈیکل سائنس غرضیکہ ہر میدان میں چھائے ہوئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں فوت ہونے والی بچی ارفع کریم نے محض نو سال کی عمر میں کمپیوٹر کے میدان میں پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کیا، کھیل کے میدان میں بھی اگر جوا کام نہ دکھائے تو کرکٹ، ہاکی، سکوائش، ریسلنگ غرضیکہ بہت سی کھیلوں میں پاکستان وکٹری سٹینڈ پر نمبر ایک ہی نظر آتا ہے، اٹیمی انرجی میں پاکستان کے ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور دوسرے سائنسدانوں نے بلاشبہ اس فیلڈ میں محدود وسائل کے باجود پاکستان کی استعداد کا لوہا منوایا ہے۔ مختصراً پاکستان معدنی وسائل، زراعت، افرادی قوت ہر لحاظ سے ایک مالا مال ملک ہے لیکن بدقسمتی سے اس مملکت کے قیام کے تھوڑے ہی عرصے بعد اس کی زمام کار کرپٹ حکمرانوں کے ہاتھ آ گئی اور پھر عربی مقولہ "الناس علی دین ملوکهم" یعنی لوگ اپنے حکمرانوں کے طور طریقے پر ہی گامزن ہوتے ہیں کے مطابق کرپشن کا ناسور اوپر سے نیچے کینسر کی طرح پھیل گیا۔ تمام ترین کرپشن کے باوجود سونے کی یہ چڑیا عوام کو دال روٹی، کپڑا، ضروریات زندگی اتنی ارزاں قیمت پر مہیا کر رہی ہے کہ اشیائے ضرورت پاکستان میں تقریباً تمام ممالک کی نسبت سستی ملتی رہیں، جب اقتدار عوامی خدمت کی بجائے منافع بخش کاروبار بن گیا تو پھر جرنیلوں کی بھی رالیں ٹپکنے لگیں اور پھر کرپشن کی گنگا میں وہ بھی خوب خوب نہائے بلکہ اپنا حصہ بقدر جثہ کی بجائے حصہ بقدر طاقت وصول کیا۔ خوف آخرت تو کیا ملامت دنیا کو بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے سول اور ملٹری بیوروکریسی نے کرپشن کی ایسی ایسی مثالیں قائم کیں کہ ابلیس بھی ان کو استاد مان گیا۔ صرف ایک "حمود الرحمٰن کمشن رپورٹ" ہی شائع کر دی جائے تو بے چارے عوام کالانعام کو ہماری مسلح بہادر اور اسلامی فوج کہ جس کا ماٹو ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ ہے اس کے افسران کا اصلی چہرہ بھی نظر آ جائے گا، کھایا پیا ہضم کے علاوہ یعنی جس افسر کی تنخواہ بیس ہزار روپے اور گھر کا خرچہ، لوازمات لاکھوں روپے مہینہ ہوتا تھا یوں اس کھائی پی رقم کے علاوہ آج اس تنخواہ دار طبقے کی بیرون ملک بینکوں سے رقوم واپس منگوالی جائیں تو ملک کے قرض ادا کرنے کے علاوہ ملک میں خوشحالی آ سکتی ہے۔

ہمارے حکمران بیوروکریٹ، ملٹری بیوروکریسی، سیاستدانوں نے کرپشن کے سرمایہ کو بیرون ملک محفوظ رکھنے کا ایسا طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے کہ بے چارے سیدھے سادھے بھولے بھالے زرداری صاحب کو بھی ہر ملک میں محل اور بینک بیلنس رکھنے کا الزام سر لینا پڑا۔ صدر مملکت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوتے ہوئے انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے اثر و رسوخ (ذاتی نہ کہ صدارتی کیونکہ شنید یہی ہے کہ ان کا ذاتی اثر و رسوخ ان کے صدارتی اثر و رسوخ سے بھی زیادہ خطرناک ہے) سے کام لیتے ہوئے تمام کرپٹ پاکستانیوں کی بیرون ملک جائیداد میں اور اکاؤنٹ طشت از بام کرتے اور پھر عوام سے کہتے کہ بتاؤ میں نے کون سا انوکھا کام کیا ہے کہ ہاتھ دھو کر اکیلے میرے ہی پیچھے پڑ گئے ہو لیکن وہ مجبور ہیں کہ اوپر سے ان کے دائیں بائیں کراماً کاتبین وہ بٹھا دیے گئے ہیں کہ پاکستان میں سولھویں سکیل سے برطرف کیے گئے تھے اور آج برطانیہ کے مہنگے ترین علاقے میں اربوں ڈالروں مالیت کی جائیداد کے مالک ہیں۔ آج وطن عزیز تقریباً پینسٹھ ارب ڈالر کے بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے، سیاسی طور پر پاکستان کو مواقع ملتے رہے، جب یہ قرضے ختم کرائے جا سکتے تھے۔ جب جنرل ضیاء الحق نے روس سے ٹکر لی، امریکہ بہادر اس کی پشت پر تھا اس وقت اگر ضیاء الحق اڑ جاتے کہ پاکستان کو پہلے بیرونی قرضوں سے نجات دلاؤ، دوسری بار پرویز مشرف نے جب امریکی جنگ لڑنے کے لیے ہامی بھری تھی تو یہ بہترین وقت تھا کہ ایک مسلمان ملک کی تباہی میں فرنٹ لائن نے غلام بننے کا اعزاز جب اس نے پاکستان کے ماتھے پر ہمیشہ کے لیے چسپاں کیا تھا تو اس کی غلامی کے عوض پاکستان کے قرضے ہی معاف کرا لیتا، لیکن پاکستانی حکمران تو ماشاء اللہ بیرون ملک اپنی تجوریاں بھرنے کے علاوہ جانتے ہی کچھ نہیں، بلکہ خزانہ لوٹ مار کر کے خالی کر دیں تو ملک کے اثاثہ جات بیچنا شروع کر دیتے ہیں، پانچ دریاؤں کی سرزمین کے پانچوں دریا بک چکے ہیں، کوئی اگر ظاہری دستاویزات جیسے سندھ طاس معاہدہ کے ذریعے بیچے تو کوئی خفیہ معاہدے کے ذریعے کہ میرے دور اقتدار میں بے دھڑک پاکستان کی طرف آنے والے دریاؤں کا پانی روک لو، جتنے دل چاہے ڈیم بنالو، بس ہمارا پیٹ بھر دو اور اگر برسر اقتدار حکمرانوں بالخصوص فوجی حکمرانوں کے ادوار میں سے ضیاء الحق کے دور کو نکال کر ان رنگیلوں کی شبانہ محفلیں اور سرگرمیاں منظر عام پر آ جائیں تو کرہ ارض کے مادر پدر آزاد جنسی درندے ہی نہیں، شیطان بھی کانوں کو ہاتھ لگائے، کتنے دکھ کی بات ہے کہ وسائل سے مالا مال ملک کو اس کے حکمرانوں نے اسقدر تباہ و برباد کر دیا ہے کہ آج ریلوے تباہ ہو چکی ہے، پی آئی اے سٹیل مل اربوں کا منافع دینے والی اربوں کے نقصان میں جا رہی ہے۔ مہنگائی اس قدر منہ زور ہو چکی ہے کہ غریب آدمی اپنے بچوں کو فاقہ زدہ نہیں دیکھ سکتا تو آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ بھوک کے باپ نے اپنے بچوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی یا بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر خودکشی کر لی۔ ادھر ہمارے صدر مملکت ہیں کہ روز روشن کی طرح عیاں کرپشن کو ایک دن بھی جھٹلا نہیں سکتے بلکہ ایک ہی رٹ ہے میں صدر مملکت ہوں۔ مجھے استثناء حاصل ہے، کوئی عدالت میری کرپشن کی دولت کو پاکستان واپس نہیں منگوا سکتی اور اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لیے جو بھان متی کنبہ اکٹھا کیا ہے ان کو بھی کھلی چھوٹ ہے کہ اس ملک کو لوٹ لو دوبارہ اقتدار ملنا مشکل ہے۔

دہائی ہے میرے اللہ دہائی

☆..........☆..........☆

الاستفتاء

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ

آنحضرت ﷺ نور محمدی کی پیدائش، کیا رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے؟

سوال: اللہ عزوجل نے سب سے اول آنجناب ﷺ کے نور کو پیدا کیا اول ماخلق اللہ نوری اور تمام مخلوق کو اس نور سے پیدا کیا جیسا کہ مدارج النبوت میں یہ وارد ہے۔ قولہ چنانچہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ماخلق اللہ نوری وسائر مکنونات علوی وسفلی ازاں نور وازاں جوہر پاک پیدا شدہ واز ارواح واشباح وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وفلک وانس وجن وآسمان وزمین شجار وجبال وایشمار وسائر مخلوقات انور۔ کیا یہ اعتقادا اور ثانیا یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت ﷺ کا نور اللہ عزوجل کے نور سے پیدا ہوا ازروئے شریعت مطہرہ مذہب محدثین ہی کی رو سے یہ روایت صحیح ہے۔

سوال: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا فتوی ہے کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ نبی ﷺ نے خدا کو دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے اور دلیل آیت لاتدرکہ الابصار یعنی اس کو آنکھیں دیکھ نہیں پاتیں پیش کی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت انسؓ کا مسلک یہ ہے کہ رای (محمد ربہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا) اور دلیل اس کی آیت قاب قوسین اوادنی (دوکمان قدر بلکہ اس سے نزدیک تر ہو گیا) پیش کی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت سے مراد جبرئیل علیہ السلام لیتے ہیں جو لوگ جواز رویت کے قائل ہیں وہ آیت لاتدرکہ الابصار کا معنی ھوالاحاطۃ بالشئی وھو قدر زائد علی الرویۃ کے کرتے ہیں (شئے کا احاطہ جو رویت سے زائد چیز ہے) لیکن بفحوائے واصحابی اعرف بالمراد من غیرہ (فتح جلد ۳ ص ۲۹۱ مصری) آیت کی مراد سے زیادہ واقف ہے عائشہؓ کی دلیل عدم جواز رویت کے لئے قوی ہے اور حدیث ابوہریرہؓ جو کہ مرفوع ہے اس میں یہ لفظ فیقال لہ ھل رایت اللہ فیقول ما ینبغی لا حد ان یراللہ (مشکوۃ ص ۲۶) اس کو کہا جائے گا کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے۔ پس کہے گا کسی کو لائق نہیں کہ اللہ کو دیکھے بھی قول عائشہؓ کی تقویت کرتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ آپ ان تمام ادلہ پر غور فرما کر اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں؟

چند سائل : تنظیم اہلحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوہاب:

جواب نمبر 1۔ حدیث اول ما خلق اللہ نوری کے متعلق مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی حنفیہ کے سرتاج "الاثار المرفوعہ الاخبار الموضوعہ" کے ص ۴۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ ثابت ہی نہیں عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک یعنی اللہ نے اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ یہ حدیث بہت لمبی ہے اس میں تمام علم علوی وسفلی کا اس نور سے پیدا ہونا مذکور ہے اس حدیث کے متعلق مولانا عبدالحی صاحب نے الاثار المرفوعہ کے ص ۳۷ میں بحوالہ فتاوی ابن تیمیہؒ نقل کیا ہے کہ یہ حدیث بالاتفاق موضوع اور جھوٹ ہے تاریخ ابن کثیر کا بھی حوالہ دیا ہے کہ اس میں ابن تیمیہؒ کی بات کو نقل کر کے لکھا گیا ہے گویا وہ بھی اس میں متفق ہیں کہ یہ حدیث بالاتفاق موضوع ہے اگر اس مسئلہ کی پوری تفصیل مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ نور محمدی کا مطالعہ کریں۔

جواب نمبر 2۔ اس مسئلہ میں صحابہؓ کا اختلاف مشہور ہے ایک طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ ہیں دوسری طرف عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ ہیں لیکن عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے راہ بفوادہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ دل کے دیکھنے سے بظاہر کشف مراد ہے اس صورت میں صحابہؓ میں اختلاف نہیں رہتا کیونکہ جو انکار کرتے ہیں وہ رویت بصری سے انکار کرتے ہیں اگر بالفرض اختلاف تسلیم کر لیا جائے تو اس کا فیصلہ مرفوع حدیث سے ہونا چاہئے۔ فلما اختلف الصحابۃ وجب الرجوع الی المرفوع (فتح الباری جزء ۴ ص ۴۸۶) جب صحابہ کا اختلاف ہو گیا تو مرفوع کی طرف رجوع واجب ہوا اور مرفوع سے عدم رویت ہی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے فرمایا نور انی اراہ (مشکوۃ باب رویۃ اللہ تعالی) نور ہے میں کس طرح دیکھ سکتا ہوں جو حدیث آپ ﷺ نے سوال میں ذکر کی ہے وہ بھی اس کی موید ہے پس ترجیح اسی کو ہے کہ دنیا میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

☆......☆......☆

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 12) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا o وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا o

"(اے ایمان والو!) تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کر بیٹھیں تو ان پر (اس معاملہ میں) اپنے میں سے چار آدمیوں سے (ان کی بدکاری پر چشم دیدہ) گواہی لو، اگر وہ گواہی دیں تو پھر ان (بدکار) عورتوں کو گھروں میں بند رکھو (آنے جانے نہ دو) یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکال دے o اور (اگر) تم میں سے دو فرد (مرد اور عورت یا مرد) جو بدکاری کا ارتکاب کریں انہیں سزا دو پھر اگر وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔"

مشکل الفاظ کے معانی: فَاحِشَةً: بے حیائی کا کام۔
فَاَمْسِكُوْهُنَّ: تم انہیں روکے رکھو۔ سَبِیْلًا: راستہ۔
الَّذٰنِ: دو، یہ اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ فَاٰذُوْهُمَا: ان دونوں کو سزا دو۔
فَاَعْرِضُوْا: تم ان سے اعراض کرو۔

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے دور جاہلیت کے معاشرتی اور معاشی استحصال کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے ان کے خاتمہ کا حکم فرمایا اور حدود اللہ کا ذکر فرما کر ان کی پاسداری کا حکم دیا جبکہ ان آیات کریمہ میں اخلاقی حدود سے تجاوز کرنے والی بدکار عورت کو گھر میں قید کرنے کا حکم دیا کہ جس کو بعد میں منسوخ کر کے زنا کی سزا مقرر کر دی گئی۔

التوضیح: "وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ" قبل از اسلام دیگر معاشروں کی طرح عرب کا معاشرہ بھی اخلاقی بے راہ روی سمیت دیگر بہت سی برائیوں کی لپیٹ میں تھا، فحاشی عریانی اپنے عروج پر تھی اور اخلاقی پستی کا یہ عالم تھا کہ حیا باختہ شادی شدہ و کنواری بدکار عورتوں نے بدکاری کے اڈے قائم کر کے ان پر جھنڈا نما کپڑا لٹکا رکھا تھا تاکہ بے حیا لوگ آسانی کے ساتھ ان تک پہنچ سکیں، اسلام نے جہاں دیگر برائیوں کے سد باب کے لیے تدریجاً حرمت و سزا کا تعین کیا تو وہاں معاشرہ کی اس بے راہ روی کے خاتمہ کے لیے بھی بتدریج سزا مقرر کی۔

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا o

زنا کی ابتدائی سزا: ابتدائے اسلام میں زنا کی یہ سزا مقرر ہوئی کہ اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت بدکاری کی مرتکب ہو تو سب سے پہلے اس پر چار گواہ پیش کیے جائیں جو کہ مسلمان، عاقل، بالغ، عادل اور مرد ہوں (کیونکہ حدود اور قصاص میں عورت کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ان کے علاوہ دوسرے معاملات مثلاً تجارت، قرض، کرایہ کے معاملات، رہن، اقرار، غصب، وصیت اور رجوع میں مرد گواہوں کی عدم موجودگی میں دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہوگی لیکن بعض معاملات میں شریعت نے صرف عورت کی شہادت کو ہی قبول کیا، جیسا کہ نسب اور رضاعت) (فقه السنه كتاب الشهادة باب شهادة الرجلين دون النساء جلد ٤ ص ٢٣٩ تا ٢٤١) اگر یہ چاروں مرد گواہی دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے فلاں عورت کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھا ہے تو پھر ایسی حیا باختہ عورتوں کو گھروں میں اس وقت تک محصور رکھو جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق کوئی اور حکم نازل نہ فرما دیں یا پھر ان کی موت ایسی حالت میں واقع ہو جائے، یہ سزا ابتدائے اسلام میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد مقرر کرتے ہوئے اس سزا کو منسوخ قرار دے دیا۔

حد زنا کا تعین: بدکار عورتوں کو گھروں میں محصور کرنے کی سزا کو منسوخ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد کا تعین فرما کر اپنا وعدہ پورا کیا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا، اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ (وَتَغْرِیْبُ عَامٍ)

وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ" مجھ سے احکام سیکھ لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ پیدا فرما دیا، کنوارہ کنواری کے ساتھ بدکاری کرے تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اگر شادی شدہ ،شادی شدہ کے ساتھ بدکاری کرے تو ان (میں سے ہر ایک) کے لیے سو کوڑے اور رجم (سزا) ہے۔(صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزنی ج٦ جزء ١١ ص١٥٨ رقم الحدیث: ١٦٩٠......سنن ابی داود کتاب الحدود باب فی الرجم ص٧٩٢ رقم الحدیث: ٤٤١٥......ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم علی الثیب ج٣ جزء ٥ ص٩٨ رقم الحدیث: ١٤٣٤......ابن ماجه کتاب الحدود باب حد الزناص ٤٣٤ رقم الحدیث: ٢٥٥٠......مسند امام احمد بن حنبل الموسوعة الحدیثیة ج٣٧ ص٣٨٨ رقم الحدیث: ٢٢٧١٥)

"وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا" پھر فرمایا کہ جو تم میں جو بدکاری کریں ان کو ایذا دو۔

ایذا اور ابن عباسؓ: ابتدائے اسلام میں بدکاری کی پاداش میں دی جانے والی سزا کی نوعیت کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے کہ فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا زَنَا اُوْذِیَ بِالتَّعْیِیْرِ وَضَرْبٍ بِالنِّعَالِ کہ جب کوئی زنا کا ارتکاب کرتا تو اسے زبان سے برا بھلا کہہ کر عار دلائی جاتی اور جوتوں سے اسے سزا دی جاتی پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد مقرر فرمائی۔

(تفسیر ابن ابی حاتم ج٢ ص٣٧١ رقم الحدیث: ٥٠٣١......تفسیر الطبری ج٦ ص٥٠٣)

ملاحظہ: زنا کی سزا کی پاداش میں پہلے زانی اور زانیہ کو ایذا دینے کا ذکر ہوا، اس کے بعد خاص طور پر بدکاری کا ارتکاب کرنے والی عورتوں کو گھروں میں محصور رکھنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور راستہ نکال دے، پھر وہ راستہ جس کا اللہ نے ذکر فرمایا تھا وہ واضح ہوا اور زنا کی حدود کا تعین کر دیا گیا جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔

آیت مبارکہ اور ائمہ تفسیر: ا۔حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس آیت میں وَالَّذٰنِ سے مراد وہ مرد ہیں جو ہم جنس پرستی کا ارتکاب کریں۔(تفسیر الطبری ج٦ ص٤٩٩......تفسیر ابن ابی حاتم ج٢ ص٣٧٠ رقم الحدیث: ٥٠٢٧)

٢۔عکرمہ، عطاء، حسن، عبداللہ بن کثیر رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اس سے مراد زانی مرد اور زانیہ عورت ہے کہ جب وہ زنا کریں۔

عمل قوم لوط اور اس کی سزا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ" "تم جنہیں قوم لوط جیسا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کردو۔" (ابو داود کتاب الحدود باب فیمن عمل عمل قوم لوط ص ٨٠١ رقم الحدیث: ٤٤٦٢......جامع الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی حد اللوطی ج٣ جزء ٥ ص١١٦ رقم الحدیث: ١٤٥٦......سنن ابن ماجه کتاب الحدود باب من عمل عمل قوم لوط ص٤٣٦ رقم الحدیث: ٢٥٦١)

نوٹ: جو شخص کسی مرد سے بدفعلی کا ارتکاب کرے اور وہ اس برائی پر اصرار کرے تو اسے قتل ہی کیا جائے گا، اگرچہ وہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ، اسی طرح اگر مفعول (جس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے) بھی اس برائی پر رضامند اور مصر تھا تو اسے بھی قتل کیا جائے گا اور اگر وہ مجبور اور مضطر تھا تو وہ حد سے بری ہوگا کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے تائب ہونے کی صورت میں ان سے اعراض کرنے کا حکم دیا جیسا کہ فرمایا "فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا" اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنے اس برے کام سے رجوع کرلیں کہ جس کا انہوں نے ارتکاب کیا ہے اور اپنے اس فعل پر شرمندہ ہوں اور اسے ترک کرکے اعمال صالحہ کرنے لگیں اور ایسی اصلاح کریں جو انکی سچی توبہ پر دلالت کرے تو ان سے روگردانی کرو (ان کے پیچھے نہ پڑو، ان کو عار نہ دلاؤ) کیونکہ اب ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اگر واقعی ان کی توبہ خالص ہوئی تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں معاف کردے گا کیونکہ "اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا" یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

ملاحظہ: اللہ تعالیٰ نے پہلے صرف بدکار عورت کی سزا مقرر کی (گھر میں محصور کردی جائے) پھر مرد اور عورت دونوں کی سزا مقرر کی (عار دلاؤ، جوتے وغیرہ مارو اگر وہ اصلاح کرلیں تو ان سے روگردانی کرو) اور تیسرے مرحلہ میں زنا کی سزا، کوڑے، رجم اور جلاوطنی مقرر کرکے سابقہ سزاؤں کو منسوخ کردیا ہے۔

نوٹ: بدکاری کی سزا کا مفصل بیان سورۃ النور میں ہوگا۔(ان شاء اللہ)

آیات مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

ا۔ابتدائے اسلام میں بدکار عورت کو موت تک یا حد زنا کی کوئی دوسری صورت نازل ہونے تک محصور کرنے کی سزا مقرر کی گئی۔

٢۔دوسرے مرحلہ میں زانی اور زانیہ کو عار دلانے اور اذیت دینے کا حکم ہوا اور اصلاح کرنے پر درگزر کرنے کی تعلیم دی گئی۔

٣۔لواطت کی سزا فاعل ومفعول کو قتل کرنا ہے (بشرطیکہ مفعول بہ مجبور اور مضطر نہ ہو) ٤۔اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

☆......☆......☆

شاہِ اربل کا تحفہ!

مولانا عبدالرحمن عزیز الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ امابعد

ماہ ربیع الاول کو اکثر لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں محافل وجلوس کا انعقاد کرتے ہیں اور آپ کے مولود مسعود پر اظہار مسرت اور اس دن اذکار واستغفار، صدقہ وخیرات، خوب چراغاں کرنے اور بہترین کھانا پکانے کو باعث برکت تصور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے برتر وافضل سید ولد آدم، خاتم النبیین اور بعداز خدا بزرگ وہی قصہ مختصر ہیں۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان محافل وجلوس کا انعقاد واہتمام اظہار تشکر کی بنا پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے یا تابعین، تبع تابعین (ائمہ کرام) سے ان محافل کے انتظام والصرام اور شمولیت کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

کیونکہ یہ لوگ محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ میں تمام لوگوں سے زیادہ حریص ومشتاق تھے۔ اگر ان لوگوں سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم ان کے کردار وفرامین سے روگردانی کر کے ایسی محافل منعقد کریں، جس کے انعقاد اور شمولیت سے ان حضرات نے سختی سے منع فرمایا ہو۔ پھر ولادت باسعادت کے دن اظہار مسرت کا نام محبت رسول ﷺ نہیں، بلکہ محبت رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ میں ہے۔

تاریخی شہادت:

کتب احادیث وتواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ محفل میلاد دین ہجری کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اربعہ کے دور میں بالکل ناپید ہے۔ چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب تاریخ ابن خلکان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ سن ۵۸۶ ہجری میں سلطان صلاح الدینؒ نے ابوسعید کوکبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفرالدین المتوفی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا۔ یہ بادشاہ نہایت مُسرِف (فضول خرچ)، بے دین اور عیاش تھا۔ محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی، جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروّج ہے۔

تفصیل:

تاریخ ابن خلکان میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا، فسق وفجور کا بازار ہر وقت گرم رکھتا تھا اور مجلس مولود کو ہر سال نہایت شان وشوکت سے مناتا تھا۔ جب شہر اربل کے قرب وجوار پہ خبر پہنچی کہ شاہ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے۔ جس کو وہ بڑی عقیدت مندی اور شان وشوکت سے انجام دیتے ہیں۔ تو بغداد، موصل، جزیرہ سجاوند اور دیگر بلادِ عجم سے گویئے، شاعر اور واعظ، بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے بمہ آلات لہوولعب ماہ محرم الحرام سے ہی شہر اربل میں آجاتے اور قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھر ان کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے۔ شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہو کر ان گویوں، بھانڈوں کے ساتھ خود (علامہ ابن جوزیؒ نے بھی اپنی تاریخ مراۃ الزمان میں اشارہ کیا ہے: ویرقص نفسه. (مراۃ الزمان) بھی رقص کرتا۔ ماہِ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہوجاتیں اور ماہ ربیع الاول کو مولود منایا جاتا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے اور بکریاں ناچ گھر کے مذبح خانے میں اس قدر ذبح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ۔

جب اس محفل کا ہر سو چرچا ہوا تو الناس علی دین ملوکھم کے تحت ضعف ایمان کے ہیروخوشامدی ٹٹو بن گئے اور ابن دحیہ جیسے احمق اور خبیث اللسان نے اس کی تائید میں رسالہ "التنویر فی مولود السراج المنیر" لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام لیا۔ تفصیل کے لیے ابن خلکان ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ا ملاحظہ ہو۔

وما افسد الدین الا الملوک
احبار سوء ورھبانھا

ابن وحیہ کے متعلق ائمہ دین کے ارشادات:

یہ تھا شاہ اربل کا گرانقدر تحفہ جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام بخشا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

آیئے! شاہ اربل کے اس گرانقدر تحفے کو شرعی مقام بخشنے والے ابن دحیہ کے متعلق ائمہ دین اور محدثین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ابن دحیہ نہایت متکبر، گستاخ، ائمہ دین اور محدثین پر سب وشتم کرنے اور ان کی عیب جوئی میں بڑا بے باک تھا۔ [لسان المیزان ج ۲ ص ۲۹۲]

2۔ امام سیوطیؒ فرماتے ھیں کہ "ان ابا الخطاب ابن دحیه کان یفعل ذلک و کانه الذی وضع الحدیث فی قصر المغرب" (تقریب کی شرح تدریب) یعنی ابن دحیہ بڑا وضاع الحدیث تھا، مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا۔

3۔ قاضی واصلؒ فرماتا ہے کہ ابن دحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکی اور

الکل بچو سے کام لیتا تھا۔[لسان المیز ان ج ۴ص ۲۹۲]

4۔ انه كان يدعى اشياء لاحقيقة لها. یعنی ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔[لسان المیزان ج ٤ ص ٢٩٣]

5۔امام ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ابن وحیہ حدیث نبوی ﷺ میں کذب بیانی اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا،[لسان المیزان ج ٤ ص ٢٩٧]

6۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیز ان میں ج ۴ص ۲۹۶ پر ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ امام علی بن حسن اصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن دحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا۔اس نے اپنے تئیں بڑا محدث وفقیہ،ادیب مفسر اور متقی و پرہیز گار ظاہر کیا اور میرے والد صاحب نے ان کی خوب تواضع کی۔

اتنے میں ابن دحیہ نے ایک جانماز نکالا اور چوم کر کہا کہ خدا کی قسم اس جانماز پر میں بیت اللہ میں ہزار سے زیادہ نفل نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلی پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے۔

والد صاحب نے وہ مصلی ابن دحیہ سے خرید لیا۔اسی دن اصبہان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا۔اتفاقاً ابن دحیہ کا ذکر بھی آ گیا، نووارد نے کہا کہ کل ابن دحیہ نے بڑا قیمتی مصلی بازار سے خریدا ہے۔

والد صاحب نے وہی مصلی پیش کر دیا جس کے متعلق ابن دحیہ نے حلفاً کہا تھا کہ ”میں نے اس مصلی پر ایک ہزار رکعت اور بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے، اس شخص نے دیکھتے ہی کہا: قسم بخدا یہ وہی جانماز ہے۔

والد صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی یہ چالاکی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کو اپنی نظروں سے گرا دیا۔اب یہ بات واضح ہو گئی کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کا فتوی دینے والا ابن دحیہ پیٹ پرست، خوشامدی، کذاب، وضاع الحدیث اور خبیث اللسان تھا۔کیا ایسے دروغ گو اور ہرزا سرا مولوی کا فتوی شرع محمدی ﷺ میں قابل حجت اور قابل سند بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید   ہر گز بمنزل نخواہد رسید (سعدیؒ)

اب محفل میلاد کے متعلق ائمہ دینؒ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

محفل میلاد بدعت ہے:

1۔امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ان اصل المولد بدعة لم ينقل من احد من السلف الصالح فى القرون الثلاثه محفل میلاد در اصل بدعت ہے جس کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے نہیں ملتا۔

2۔قال عبد الرحمن المغربى عن الحنيفة فى فتاوئه ان عمل المولود بدعة لم يقل ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة. علامہ عبدالرحمن حنفیؒ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے نہ اسے حضورؐ نے فرمایا اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ نے اس طرف توجہ کی اور نہ کسی کو کرنے کی اجازت دی۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

3۔ابو القاسم عبدالرحمٰن بن عبدالمجید مالکیؒ نے تكملة التفسير میں لکھا ہے کہ مايهتم لعمل المولد فى الربيع الاول بدعة فيليق ان ينكر على مايهتم به. جو مجلس میلاد ربیع الاول کے مہینہ میں رچائی جاتی ہے یہ صریح بدعت ہے اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی محافل میں شرکت نہ کریں۔

4۔علامہ شرف الدین احمد حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ”ان مايعمل بعض الامراء فى كل سنة اقفلا لمولده فمع اشتماله على التكلفات الشنيعة بنفسه بدعة احدثه من يتبع هواه ولا يعلم ماامره صاحب الشريعة ونهاه“ بعض لوگ ہر سال آپ ﷺ کی ذکر ولادت کے متعلق جو محافل قائم کرتے ہیں وہ سراسر بدعت ہے، اس کے موجد خواہشات نفسانیہ کے پابند اور احکام شریعت سے بالکل بے خبر تھے انہیں کوئی علم نہیں کہ صاحب شریعت نے کس چیز کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے منع کیا ہے؟

5۔علامہ ابن الحاج مالکیؒ نے اپنی کتاب ”مدخل“ میں اس کو بدعت لکھا ہے اور اس کے جملہ امور کو خلاف شرع گردانا ہے۔[مدخل]

6۔علامہ علاء الدین شافعیؒ فرماتے ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے۔
[شرح البعث والنشور]

7۔علامہ تاج الدین فاکہانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں میلاد کی محفل کے متعلق کوئی دلیل نہیں ملی۔صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سے بھی اس کے متعلق جواز کا فتوی معقول نہیں مل سکا۔بلکہ یہ ایک بدعت ہے جس کو شکم پرور اور نفس پرست لوگوں نے ایجاد کیا۔تفصیل کے لیے ”الهادی للفتاوی سیوطی ص ۲۹۴ تا ۲۹۶ ملاحظہ فرمائیں۔(عزیز الہ آبادی)

8۔علامہ محمد بن ابی بکر المخزومیؒ ”كتاب البدع والحوادث“ میں رقم طراز ہیں ”ومن المنكرات القبيحات والمكروهات الفضيحة فى هذه الاعصار ما يعمل بمولد النبى وما هلك امته من امم المرسلين الابابتداع فى الدين“ تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی اور گمراہی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ امتوں کی تباہی صرف بدعت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

9۔امام نصیر الدین شافعیؒ سے محفل میلاد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اسکا کرنا سلف صالحینؒ سے منقول نہیں بلکہ یہ مجلس عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی، جو کام انہوں نے

نہیں کیا ہمیں اس کام کو کر کے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے؟

دیکھئے کتاب شرع الہیہ تلک عشرۃ کاملۃ" ان ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو کام عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں ناپید و مفقود ہو، اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے شخاص کی حوض کوثر سے بھی محرومی ہوگی اور سید الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے یہ صدا آئے گی "سحقا سحقا لمن غیر بعدی" (الحدیث) دین میں نئے امور کو فروغ دینے والوں کے لیے جہنم ہے ان کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ میں بھرپور حصہ لینے اور مال و دولت کو ضائع کرنے کا نام حب النبی ﷺ نہیں، بلکہ اس میں سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ مذاق ہے۔ اگر اس دن کو منانا ثابت ہوتا تو صحابہ کرام جیسی جانثار جماعت اس سعادت سے کیوں محروم رہی؟ تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے کیوں محروم رہے؟ جن کی زندگیاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایماء پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر نہ تھی۔

لو کان حبک صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

واقعہ تین اشخاص:

تین اشخاص پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کے متعلق دریافت کیا، جب ان کو عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اپنے خیال میں اپنی عبادت کو حقیر جانا اور تینوں نے علی الترتیب یہ بیان دیا کہ:

۱۔ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہ کروں گا۔ ۲۔ میں تمام رات عبادت کروں گا (نماز پڑھوں گا) اور نیند نہ کروں گا۔ ۳۔ میں شادی نہ کروں گا، کیونکہ اہل وعیال عبادت میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں۔

جب ہادیٔ برحق ﷺ گھر تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں پرہیز گار ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، شادیاں بھی کی ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے میرے طریقے سے روگردانی کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ [مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۷۰]

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز روزہ افضل ترین عبادت ہے۔ مگر! اسوۂ محمدی ﷺ کے خلاف ان کی ادائیگی وبال جان ہے۔

فافہم وتدبر ولاتکن من الغافلین.

واقعہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ:

اسی طرح صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ان کو فوج کے ہمراہ ایک مہم پر جانے کا حکم ہوا پیغمبرؐ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے حضرت عبداللہؓ نے فوج کو علی الصبح روانہ کر دیا اور خود نہ گئے، جمعہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ابن رواحہؓ کو دیکھ کر فرمایا: اے عبداللہ! تو نے فلاں فوج کے ساتھ جانا تھا؟ یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد؟ تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کی! آپ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے شوق سے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنے خیال اور مرضی سے کی ہوئی نیکی قبول نہیں۔ اگر روئے زمین کی تمام دولت تیرے قبضہ میں آجائے اور تو اس کو راہ خدا میں صَرف کر دے، پھر بھی تو ان لوگوں کے ثواب اور مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو میرا فرمان سن کر روانہ ہو گئے تھے۔ [مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ نور محمد کراچی]

قارئین! غور فرمائیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہفتہ عشرہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں ایک جمعہ ادا کرنے سے ایک ہزار جمعوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور پھر سید الانبیاء ﷺ کی اقتداء میں تو نور علی نور ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! روئے زمین کی تمام دولت راہ خدا میں خرچ کرنے سے بھی وہ ثواب اور مرتبہ نہیں مل سکتا جو میرا اشارہ پا کر عمل کر چکے ہیں۔ اللھم وفقنا لماتحب وترضی.

بدعت کی تعریف:

بدعت کی تعریف، امام نوویؒ نے شرح مسلم ص ۲۸۵ پر یوں کی ہے" کل شئی عمل علی غیر مثال سابق. اور مختار الصحاح ص ۳۲ پر ہے: فالبدعۃ عبارۃ عن طریقہ فی الدین مخترعۃ تضاھی الشرعیۃ یقصد بالسلوک علیھا المبالغۃ فی التعبدلله سبحانہ" خلاصہ یہ ہے کہ "بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی گئی ہو اور کتاب وسنت میں اس کا اصل نہ ہو"

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ، موجودہ دور کی بدعت ہے جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مُسرف، بے دین اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا۔ یہ تحفہ مسلمانوں کے قلوب وجنان میں اتنا بلند مقام حاصل کر گیا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں نے اور پیٹ پرست ملاؤں نے اس کو تیسری عید تصور کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے اور بدعات وخرافات سے جملہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

☆........☆........☆

جشن میلاد........حقیقت کیا ہے؟

مولانا ابوانس محمد یحیٰ گوندلویؒ (شارح ترمذی، ابن ماجہ، شمائل ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی برگزیدہ اور مقدس ترین ہستیوں کا انتخاب کیا اور ہر دور میں ان ہستیوں میں سے حسب حال جسے چاہا منصب رسالت سے نوازا۔ ہر رسول نے اپنے منصب کا حتی المقدور حق ادا کیا اور قوم کی ہدایت ورشد کی طرف راہنمائی کی اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اور رسول اپنی قوم کے لیے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوتا ہے۔ ثانیاً جبلت اور فطرت کے لحاظ سے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے جو ان تمام عمدہ صفات کا حامل ہوتا ہے جو کسی بھی انسان کے لیے ہونی ضروری ہیں۔

<u>انبیاء کی تعلیم میں بگاڑ:</u> نبی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے جس تعلیم کا حامل اور داعی ہوتا ہے وہ ہدایت اور رشد کا اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے جس سے بہتر کوئی نمونہ ممکن نہیں لیکن اس کے باوجود ہر قوم نے اس اعلیٰ اور مصفی تعلیم کو مکدر کیا اس کے اسباب ہر دور میں شائد مختلف رہے ہوں لیکن ایک سبب جس کا تعلق اس تعلیم کے حاملین کے ساتھ ہے اور وہ تقریباً ہر قوم اور امت میں مشترک رہا ہے وہ اپنے نبی کی تعلیم کو اعمال خیر میں ناکافی سمجھتے ہوئے اس میں اپنی طرف سے اضافہ ہے جس سے وہ تعلیم اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہی اور اس میں کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لکل عامل شرة ثم فترة فمن کانت فترته الی بدعة فقد ضل ومن کانت فترته الی سنة فقد اهتدی (الاعتصام للشاطبی ص ۵۳ ج ۱) ہر عامل کے لیے رغبت اور نشاط ہوتی ہے پھر اس میں ضعف اور کمزوری آجاتی ہے جس کی کمزوری بدعت کی طرف ہوئی وہ گمراہ ہوگیا اور جس کی کمزوری سنت کی طرف ہوئی وہ ہدایت پا گیا جب ہم سابقہ امم کی گمراہی کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو ان میں ایک اہم سبب نبی کے بعد اس کی اصل تعلیم میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور یہ اتنا بڑا جرم ہے جو کہ اس سے اصل دین کا حلیہ بگڑ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین میں اضافہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ستة العنهم ولعنهم الله وکل نبی مستجاب الزوائد فی دین الله ... وفی روایة ستة لعنهم الله ولعنهم وفیها الراغب عن سنتی الی بدعة (الاعتصام ص ۵۲ ج ۱) کچھ شخص ایسے ہیں جن پر میں لعنت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے ان چھ اشخاص میں ایک وہ شخص ہے جو اللہ کے دین میں اضافہ کرتا ہے اور ایک روایت کے الفاظ ہیں میری سنت سے اعراض کر کے بدعت کی طرف رغبت کرتا ہے۔ غالباً اسی خدشہ کے پیش نظر کہ سابقہ امتوں نے اپنے انبیاء کی مصفی تعلیمات میں اپنی طرف سے ان کو مکدر اور آلودہ وگدلہ کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں تنبیہ کر دی تھی اور فرمایا تھا "من اقتدی بی فهو منی ومن رغب عن سنتی فلیس منی (الاعتصام ص ۵۲ ج ۱) جس نے میری اقتدا کی (سنت پر عمل کیا) وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے بے رغبتی اور اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ اللہ کے دین میں اضافہ اور بدعت سازی ایک سنگین جرم ہے ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ اور رسول کی لعنت کا مستحق ہے جس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

<u>جشن میلاد یا دین میں اضافہ:</u> اس میں کسی بھی صاحب بصیرت کو تردد اور شبہ نہیں ہو سکتا کہ جشن میلاد کا وجود نہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں تھا اور نہ خلفاء راشدین مہدیین کے ادوار مبارکہ میں تھا۔ بلکہ نہ صحابہ کرام کے عہد میں تھا اور نہ تابعین وتبع تابعین اور نہ ائمہ اربعہ کے ادوار میں تھا۔ بلکہ یہ چوتھی صدی ہجری میں اس کا دین میں اضافہ کیا گیا اس کا اضافہ کرنے والے مصر کے حکمران فاطمی تھے جنھوں نے اپنی حکومت کو استحکام بخشنے کے لیے عیسائیوں کی نقل اور تقلید میں اسلام میں اس کا آغاز کیا۔

<u>فاطمیوں کا تعارف:</u> تیسری صدی کے آخر میں مغرب سے سعد بن تمیم کی اولاد نے مصر پر قبضہ کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی بظاہر یہ لوگ خود کو سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی اولاد میں سے شمار کرتے اور شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی نہ یہ نسبتاً فاطمی تھے اور نہ مذہباً شیعہ تھے۔ جن علماء کرام اور مؤرخین نے تاریخ اسلامی میں مختلف پیدا ہونے والے فرقوں اور ان کے عقائد کو بیان کیا ہے وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ لوگ باطنی جو بظاہر اسلام کا نام لیتے تھے لیکن باطن میں کفر چھپائے ہوئے ہیں۔ امام ابن تیمیہ سے ان کے عقائد کے بارہ میں سوال ہوا جس کا انہوں نے بڑی شرح وبسط سے جواب دیا جس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جمہور ائمہ ان کے نسب میں طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ مجوس یا یہود کی اولاد میں سے ہیں مختلف مسالک کے علماء احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، اہل حدیث، اہل کلام علماء نسب اور عام علماء کی ان کے بارہ میں یہی رائے اور شہادت ہے کہ ان کا فاطمی النسب ہونا باطل ہے امام ابن جوزی، ابن شامہ اور دیگر اہل علم بھی جمہور کی طرح ان کے نسب کو باطل قرار دیتے ہیں۔ قاضی ابو بکر الباقلانی نے اپنی کتاب ''کشف اسرارھم وھتک استارھم'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ مجوس کی اولاد تھے۔ان کا مذہب یہود ونصاریٰ کے مذاہب سے بھی بدتر ہے بلکہ ان لوگوں کے مذہب سے بھی گیا گزرا ہے جو جناب علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت یا نبوت کا دعوی کرتے ہیں اور کفر میں ان سے بھی آگے ہیں۔

قاضی ابویعلی نے اپنی کتاب ''المعتمد'' میں ان کے کفروزندیق پر ایک طویل فصل حوالہ قلم کی ہے غزالی نے اپنی کتاب ''المستظہر یہ وفضاع الباطنیہ'' میں فرمایا ہے کہ ان کا ظاہری مذہب رفض ہے اور باطل میں خالص کفر ہے۔امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ تمام مخلوق میں سے زیادہ جاہل ہیں ان کے پاس نہ نقل ہے نہ عقل ہے۔نہ صحیح دین ہے۔علماء امت ان کا شمار قرامطہ باطنیہ میں سے کرتے ہیں جو اسلام کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن باطن میں کفر چھپاتے ہیں، ان کے مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مجوسیوں اور فلسفیوں کے احوال کا مرکب ہے انہوں نے چند اقوال مجوسیوں کے اور چند اقوال فلسفیوں کے لے کر اپنے مذہب کی تدوین کی ہے۔انہوں نے دعوی کیا ہے کہ وہ علم باطن کے عالم ہیں ان کا یہ دعوی ہی ان کے کفر پر واضح دلیل ہے یہ زندیق منافق ہیں جو نہ اللہ تعالی پر اور نہ رسول پر اور نہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے کافر ہونے پر مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں اور اکثر مشرکوں کا بھی اتفاق ہے بلاشبہ ان کا کفر ہر قسم کے کفر کا جامع ہے، ان کے تعلیمی اداروں میں حدیث کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی بلکہ حدیث بیان کرنا موت کو قبول کرنے کے مترادف تھا ان کا تعلیمی نصاب منطق، فلسفہ، الٰہیات اور طبعیات وغیرہ پر مشتمل تھا۔جامع ازھر میں انہوں نے کئی منصوبے محض اس لیے بنائے تھے کہ وہاں صحابہ کرام پر لعنت کی جاتی تھی اور صریحا یہ کلام کیا جاتا تھا۔یہ ستاروں کی پوجا کرتے اور رسول اللہ کی رسالت بلکہ حقیقتاً تمام رسولوں کی رسالت کا ابطال کرتے تھے ان کا اصل مقصد ملت میں فساد برپا کرنا تھا۔مصر میں ان کی حکومت دوسو سال کے قریب رہی ان کے اس دور میں مصر میں اسلام اور ایمان کی شمع بجھی رہی اور کفر کو عروج اور غلبہ حاصل رہا حتی کہ بعض علماء کرام نے ان کے دور میں مصر کو مرتدین اور منافقین کا علاقہ قرار دیا (مجموع الفتاوی ص ۱۲۰ تا ۱۳۹ ملخصاً مفہوماً) یہ حقائق ہیں فاطمیوں کے جن کے ہاتھوں میلاد کا آغاز ہوا ان کے باطل عقائد کی بناء پر عام مسلمان ان سے نفرت کرتے تھے اور یہ تو بدیہی امر ہے کہ حکمرانوں کو عوام کی اکثریت کا خیال رکھنا پڑتا ہے وہ ہر طریقہ سے ان کی دلجوئی کرتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ لوگ ان کے باطل عقائد کو تسلیم کرتے بلکہ ان میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا داعیہ موجزن ہے اور محبت رسول پر اپنی ہر چیز قربان کر دیتے ہیں تو انہوں نے خود کو محب رسول ثابت کرنے کے لیے جشن میلاد کا آغاز کیا اور پھر ان کے سامنے عیسائیوں کی بھی شان تھی کہ ان کا جناب مسیح علیہ السلام کے ساتھ جس طرح کا بھی تعلق ہے مگر وہ کرسمس ڈے پر جناب مسیح سے والہانہ انداز میں تعلق ثابت کرتے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں میں بھی عیسائیوں جیسا حربہ آزمایا اور پورے جذبہ کے ساتھ کہ مسلمانوں میں یہ اپنا اعتماد بحال کر سکیں جشن میلاد کا انعقاد کیا۔

محقق علامہ علی محفوظ فرماتے ہیں میلاد کی بدعت سب سے پہلے مصر کے فاطمیوں نے شروع کی انہوں نے دیکھا کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اسے عید کی طرح خوشی کا دن مناتے ہیں اور ہر طرح کا کاروبار اور بازار بند رکھتے ہیں۔ان کی دیکھا دیکھی انہوں نے بھی میلاد رسول کی بدعت شروع کی ایک بدعت کے مقابلہ میں دوسری بدعت اور ایک منکر کے مقابلہ میں دوسری برائی اور منکر کو ایجاد کیا (رسائل ابن زید محمود ص ۱۹۸) درحقیقت اس جشن کے انعقاد کے پس منظر سیاسی استحکام تھا یہی وجہ ہے کہ جب فاطمیوں کا خاتمہ ہوا اور ان کا اقتدار باقی نہ رہا تو ان کی یہ شروع کی ہوئی بدعت بھی باقی نہ رہی جیسے ہی حکومت گئی ویسے ہی ان کی یہ بدعت بھی ختم ہوگئی۔اگر اس جشن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا تو اہل مصر فاطمیوں کے بعد بھی اس جشن کو باقی رکھتے اور ہر سال اس کا انعقاد کرتے لیکن مسلمانوں نے ایسے نہیں کیا بلکہ اس جشن کو خیر باد کہہ دیا سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان کو شکست دے کر جب مصر فتح کیا تو ان کی دعوت کو بھی ختم کر دیا اور اس میں شریعت اسلام کا اجراء کیا جس سے اسلام کا اظہار کرنے والوں نے وہاں سکونت اختیار کی۔

(مجموع الفتاوی ص ۱۳۸ ج ۳۵)

<u>ارض عراق میں احیاء:</u> فاطمیوں کے خاتمہ کے ساتھ جب اس جشن کا بھی خاتمہ ہوگیا تو پورے عالم اسلام میں کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں تھا جہاں اس جشن کا انعقاد عمل میں آیا ہو البتہ ساتویں صدی ہجری میں اس بدعت کا دوبارہ احیاء ابوسعید کوکبری کے ہاتھوں ہوا جو اربل کا حاکم تھا ابوسعید تصوف کا دلدادہ تھا اور صوفیوں کا پیروکار تھا اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ متاخرین صوفیہ نے دین کو بدعات سے کس طرح ملوث کر دیا تھا ان کے نظام میں اصل دین کم اور ان کی بدعات زیادہ ہیں اور پھر اتفاق یہ ہوا کہ ابوسعید کو ابو خطاب جیسا کذاب آدمی مل گیا جس نے بادشاہ کو جشن میلاد کے انعقاد پر لگا دیا

اور یوں ابوخطاب کی کاوش سے کوکبری کی سرپرستی میں ساتویں صدی کے ربع اول میں اس جشن کا دوبارہ احیاء ہو گیا۔

ابوخطاب کا تعارف: ابوخطاب کا نام عمر بن حسن اندلسی ہے یہ خود کو صحابی رسول دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے نسب میں سے مشہور کرتا تھا لیکن اس کا یہ دعویٰ غلط تھا اور جو اس نے اپنا نسب بیان کیا وہ باطل ہے جو جناب دحیہ رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچتا۔ یہ ائمہ کرام کے بارہ میں بکواس بکتا تھا۔ مشائخ مغرب نے اس کی جرح و تضعیف تحریر کی ہے یہ کذاب تھا حدیث میں جھوٹ بولتا تھا ابن نجار فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کا اس کے کذب و ضعف پر اجماع ہے یہ اس سماع کا دعویٰ کرتا جو اس نے سماع نہیں کیا ہوتا تھا اس سے ملاقات کا دعویٰ کرتا جس سے اس نے ملاقات نہیں کی ہوتی تھی حافظ ابو الحسن بن مفضل فرماتے ہیں ابوخطاب ہمارے پاس اصفہان میں آیا میرے والد اس کی بڑی تکریم اور عزت کرتے تھے یہ ایک دن میرے باپ کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک سجادہ (مصلی) تھا اس نے اس مصلیٰ کو بوسہ دیا اور زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا میں نے اس پر اتنے نوافل پڑھے ہیں اور کعبہ کے اندر اس پر بیٹھ کر اتنی بار قرآن ختم کیا ہے میرے والد نے وہ مصلی پکڑا اسے بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے خوشی اور سرور کے ساتھ قبول کیا اتفاقا دن کے آخر میں ہمارے پاس ایک اصبہانی آیا اس نے کہا تمہارے پاس جو مغربی فقیہ (ابوخطاب) آیا ہے اس نے اتنے روپوں میں بازار سے ایک بڑا خوبصورت مصلی خریدا ہے میرے والد نے وہ مصلی منگوایا اور اسے دکھایا وہ شخص کہنے لگا ہاں اللہ کی قسم یہی وہ مصلی ہے اس پر میرے والد خاموش ہو رہے لیکن ابوالخطاب کا مقام ان کی آنکھوں سے گر چکا تھا۔ ابن عساکر فرماتے ہیں روایت میں متھم ہے ابن حجر ناقل ہیں یہ اچھی تعریف کے لائق نہ تھا (لسان المیزان ص ۲۹۲ تا ۲۹۸ ج۴ ملخصا مفھوما)۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ جشن میلاد کا انعقاد دو مختلف دوروں میں ہوا اور دونوں دوروں میں اس کا احیاء کرنے والے کذاب قسم کے لوگ تھے اور پرلے درجے کے کافر تھے جن کے کفر پر تمام امت مسلمہ کا اجماع تھا اور ثانی دور میں اس کے موجد بدعتی تھے اور جو اس کا سرغنہ تھا وہ حدیث میں متھم اور کذاب تھا گویا کہ اسلام میں اس جشن کا آغاز کرنے والے غیر معقول اور پایہ اعتبار سے ساقط تھے۔

جشن میلاد کار خیر نہیں: قبل ازیں ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ جشن میلاد کا وجود رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین صحابہ، تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کے ادوار میں سے کسی ایک دور میں نہیں تھا بلکہ خیر القرون میں بھی نہیں تھا بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جس کا وجود ان ادوار میں نہیں پایا جاتا تھا صحابہ کرام جو خیرات کی طرف سبقت لے جانے میں کبھی سستی اور تہاون کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے اور نیکی کے کسی امر، عمل اور معاملہ میں پیچھے نہیں رہتے تھے۔ اللہ کریم نے ان مقدس نفوس کے بارہ میں ہی فرمایا ہے "ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وَزَيَّنَهُ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر و الفسوق و العصیان اولئک ھم الراشدون" (الحجرات:۷) اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کیا ہے اور تمہاری طرف کفر فسق اور نافرمانی کو ناپسند کیا ہے یہی لوگ ہیں کامیاب۔ صرف ایمان کو ہی ان کے لیے محبوب نہیں بنایا بلکہ ان کے ایمان کو کسوٹی اور میزان قرار دیا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں "فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا" (البقرۃ:۱۳۷) اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو یہ ہدایت پا جائیں۔

جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کل عبادۃ لم یتعبد ھا اصحاب رسول اللہ فلا تعبدوھا فان الاول لم یدع للاخر مقالا (الاعتصام ص ۳۴۲ ج ۲) ہر وہ عبادت جو صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اسے نہ کرو بلاشبہ پہلوں (صحابہ) نے پچھلوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور امام مالک تو واضح فرماتے ہیں "فما لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا (الاعتصام ص ۳۳ ج ۱) جو اس وقت دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اگر جشن میلاد کار خیر ہوتا تو صحابہ کرام اس خیر سے قطعا محروم نہ رہتے بلکہ وہ جیسے دیگر نیکی کے افعال کی طرف سبقت لے جاتے تھے تو جشن میلاد کے انعقاد میں بھی یقینا وہ ضرور سبقت لے جاتے نیز اس کے کار خیر نہ ہونے کی ایک واضح وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا آغاز فاطمیوں کے ہاتھوں سے ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اس جشن میں بہت سی خرافات جمع ہو گئی ہیں عراق میں اس کا احیاء بھی قوالی اور بھنگڑے سے ہوا تھا اور پھر ہر دور میں جب بھی اور جس جگہ بھی یہ جشن منایا گیا اس میں ڈھول ڈھمکا رقص و سرود شامل رہا ہے اب تو صورت حال اس سے بھی مختلف ہوتی جا رہی ہے محافل میں مرد و زن کا اختلاط، آتش بازی، انڈین گانے، لہو و لعب اور مخالفین پر اس جشن میں عدم شمولیت کی وجہ سے لعن وطعن، بیت اللہ، مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی شبیہات کا بنانا اور پھر انہیں مٹانا عام معمول بن چکا ہے اگر یہ کار خیر ہوتا تو اس میں اس قسم کے خرافات جمع ہو سکتے تھے اور پھر خرافات میں اضافہ کی جو رفتار ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جشن جو عقیدت و احترام کے نام سے عبادت کے طور پر منایا جاتا ہے خرافات کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا بس اسی سارے پروگرام کی یہی حقیقت ہے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا شر سے خیر حاصل نہیں ہوتی۔

☆ ☆ ☆

قیامت کا منظر

مولانا محمد اسحاق حقانی...... مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور

ایمان اس راسخ عقیدے کا نام ہے جو انسان کے دل کی گہرائی میں یقین کے ساتھ جگہ پکڑے۔ اس کے ارکان؛ ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب، ایمان بالرسل، ایمان بالقدر، ایمان بالقیامہ۔

یہ تمام چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں، قیامت پر ایمان یہ وہ آخری کڑی ہے جب انسان کے دل میں اس کا یقین پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اس کا مقصود حیات نہیں رہتی۔ بلکہ وہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال کی اصلاح کرتا ہے۔ وہ دن ایسا ہولناک ہے جس کی لمبائی پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، دریا و سمندر پھیل کر جل جائیں گے، سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے، قیمتی اونٹنیاں آوارہ ہو جائیں گی، تمام جانور اکٹھے پھریں گے، تمام انسان جمع ہوں گے، پہاڑ روئی کی طرح اڑیں گے، زمین پھٹ جائے گی، سونے چاندی کے ذخیرے باہر آ جائیں گے، لوگ پروانوں کی طرح ایک دوسرے سے بے پرواہ ہو کر بھاگ رہے ہوں گے، دودھ پلانے والی (مائیں) اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی، حاملہ کے حمل گر جائیں گے، لوگ دہشت سے بے ہوشی کے عالم میں ہوں گے، نوجوان بوڑھے نظر آئیں گے۔

1۔ہل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی [سورہ اعلی]
تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دے رہے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے

2۔لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت مزین ہے، عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے جمع کردہ خزانے، نشان زدہ گھوڑے، چوپائے، کھیتیاں (زمین) فرمائیں کہ یہ سب اشیاء دنیا کی زندگی کی متاع وزینت ہے، اہل تقویٰ (ایمان) کے لیے اس سے بہتر جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ جوڑے ہیں۔[العمران]3۔پوچھنے والے نے آنیوالے عذاب کے بارے میں پوچھا؛ جو کافروں سے نہیں ٹلنے والا کیونکہ وہ بلندیوں والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، فرشتے اور روح اس کی طرف اس دن چڑھیں گے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔[سورۃ المعارج]

3۔جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے رب کے (حکم) پر کان لگائے ہوئے ہے۔[انشقاق]

4۔جب آسمان کھل جائے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے۔[سورہ انفطار]

5۔واذا البحار سجرت۔ جب سمندر جلا دیئے جائیں گے[سورۃ تکویر]

6۔پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہے؟ جب آنکھیں چندھیا جاویں، چاند بے نور ہوگا، سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔[سورہ قیامہ]

7۔جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلا دیئے جائیں گے (ریت کی طرح) جب قیمتی اونٹنیاں آوارہ ہو جائیں گی اور جب تمام جانور اکٹھے ہوں گے اور جب سمندر جلا دیئے جائیں گے اور تمام جانیں مل جائیں گی۔[سورۃ التکویر]

8۔تجھ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دیجئے کہ ان کو میرا رب اڑا دے گا اور زمین کو چٹیل میدان کر دے گا، کوئی اس میں کجی اور ٹیلہ نہیں رہے گا۔[سورہ طہ]9۔وتکون الجبال کالعہن۔ پہاڑ ریشم (دھنی) کی طرف ہو جائیں گے۔[سورۃ قارعۃ]10۔جب چنگھاڑنے والی آجائے گی تو اس دن آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی بچوں سے بھاگے گا ہر آدمی کی ایک حالت ہوگی جو دوسروں سے بے پرواہ کر دے گی۔[عبس]

11۔جب زمین ہلا دی جائے گی اور اپنے بوجھ (خزانے) نکال دے گی۔[سورہ زلزال]12۔بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل گر جائے گا اور لوگ مدہوش ہوں گے۔[حج]

13۔اور ان کو قریبی دن سے ڈرا، جب دل ہنسلی پر پہنچ جائیں گے۔حدیث شفاعت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع کر دے گا سب کو پکارنے والے کی آواز سنائی دے گی اور نظر پڑے گی، سورج قریب ہو چکا ہوگا۔[بخاری]14۔آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب، کسی کو اس سے بات کا اختیار نہیں ہوگا اس دن روح (جبرئیل) اور فرشتے صف بنائے کھڑیں ہوں گے سوائے رحمان کی اجازت سے کوئی کلام نہیں کرے گا۔[سورہ نباء]15۔اس دن سے ڈرو کہ کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی، نہ اس کی طرف سے بدلہ قبول ہوگا، نہ اس کو سفارش فائدہ دے گی اور نہ مدد ہوگی۔[البقرہ]

<u>میدان محشر کی حاضری</u>:وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا.[کہف] ہم ان کو اٹھائیں گے کسی کو نہیں چھوڑیں گے، جب صور میں پھونکا جائے گا تو زمین وآسمان والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔دوسری بار پھر پھونکا جائے گا تو اٹھ کر کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔[زمر] ایک ہی چیخ (صور) ہوگی، سب ہمارے پاس حاضر ہوں گے، آج کسی جان پر کچھ ظلم نہیں ہوگا اور ہر کوئی اپنا کیا ہوا پائے گا۔[یٰسین]

لوگ قیامت کے دن برہنہ پا برہنہ جسم بے ختنہ اٹھائے جائیں

گے۔[بخاری، باب الحشر] ہم انہیں (کافروں) روز قیامت ان کے چہروں کے بل اندھے، گونگے اور بہرے اٹھائیں گے۔[اسراء]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کافر کس طرح قیامت کے دن چہرے کے بل اٹھایا جائے گا، فرمایا کہ جس اللہ نے اس کو دنیا میں پاؤں پر چلایا کہ وہ قیامت کے دن اس کو چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں۔[بخاری کتاب التفسیر]

بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا، اولاد آدم ان کو دیکھ رہی ہوگی۔ کہا جائے گا کہ یہ تمہارا باپ ہے، حکم ہوگا کہ ان میں سے جہنم کی جماعت الگ کردو، عرض کریں گے کہ کتنے فرمائیں گے کہ ہزار میں سے نوسوننانوے (999)، فرمایا کہ اس وقت بچے، بوڑھے ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ بعض انبیاء کے ساتھ جماعتیں ہیں، بعض کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہیں اور کسی کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ پھر میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت آئی، میرا خیال تھا کہ شاید یہ میری امت ہے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے، ذرا کناروں کی طرف نظر اٹھاؤ، دیکھا تو دونوں طرف انسان ہی انسان کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے۔ ان میں ستر ہزار ایسے آدمی ہوں گے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ آپ ﷺ یہ کہہ کر تشریف لے گئے، صحابہ کرام ان کے بارے بحث کرنے لگے کہ یہ کون ہوں گے، بعض نے کہا کہ آپ کے ساتھ بسنے والے لوگ ہوں گے، بعض نے کہا کہ شاید یہ وہ لوگ جو اسلام پر پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا، آپ تشریف لائے پوچھا کہ کس چیز پر غور ہو رہا ہے۔ صحابہ کرام نے بتایا، فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم جھاڑ کرتے کراتے ہیں، نہ فال نکالتے ہیں۔[بخاری کتاب الطب]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لاتزول قدما ابن آدم یوم القیمة من عند ربه حتی یسئل عن خمس. [ترمذی صفة القیمة] ابن آدم اپنے رب کے ہاں سے ایک قدم نہیں اٹھا سکے گا، جب تک پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

(۱) عمر کے بارے میں کہاں گزاری، (۲) جوانی کے بارے میں،

(۳) مال کیسے کمایا، (۴) خرچ کہاں کیا، (۵) اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہوگا، فرمائیں گے کہ اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی، تجھے بیوی عطا کی، تیرے لیے گھوڑے، اونٹ مطیع کیے، تجھے سردار کیا کہ تو چوتھا حصہ وصول کرتا۔ کیا میری ملاقات کا بھی خیال آیا، کہا نہیں، فرمایا کہ پھر آج میں تجھے بھلا دوں گا۔ جیسا کہ تو نے بھلائے رکھا۔ پھر ایک آئے گا کہے گا کہ اے رب میں تجھ پر تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، صدقہ کیا، اپنی ہر بھلائی بیان کرے گا، اللہ فرمائیں گے کہ ٹھہر، ہم تجھ سے ہی گواہ پیش کرتے ہیں۔ بندہ سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا، اس کے منہ پر مہر (خاموشی) لگادی جائے گی، اس کے ران، گوشت، ہڈیوں کو بلایا جائے گا، وہ اس کے کرتوت ظاہر کریں گے، یہ وہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔[مسلم کتاب الزہد] آج ہم ان کے منہ (زبان) پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بات کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کرتے رہے۔[سورۃ یٰسین]

جس دن اللہ کے دشمنوں کا آگ (جہنم) پر اجتماع ہوگا، حاضری ہوگی، تو ان پر ان کے کان، آنکھیں اور پاؤں گواہی دیں گے اور چمڑے بتائیں گے جو اعمال کرتے تھے، وہ اپنے چمڑوں (اعضاء) کو کہیں گے کہ تم نے ہم پر کیوں گواہی دی، تو کہیں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے، جس نے ہر چیز کو بلایا اور جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اور اس کی طرف تم نے جانا ہے، تم کو شرم نہ آئی کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، آنکھیں اور چمڑے گواہی دیں گے، تم نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کا علم نہیں، تمہارے رب کے بارے میں اسی بدگمانی نے تم کو ہلاک کیا اور تم خسارہ پانے والوں سے ہو گئے۔[حم سجدہ]

☆......☆......☆

حافظ مسعود عالم کی والدہ محترمہ کا سانحہ ارتحال

جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم کی والدہ محترمہ اور مولانا محمد یحییٰ شرقپوری ؒ کی اہلیہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے بیٹے حافظ مسعود عالم نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔ جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ کثیر تعداد میں علمائے کرام وطلباء عظام شریک ہوئے اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی۔ علاوہ ازیں جامعہ اہلحدیث کے نائب مدیر مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی اور قاری فیاض احمد بھی مرحومہ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور حافظ مسعود عالم و دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا۔ مرحومہ نے لواحقین میں چھ بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ ادارہ ”تنظیم اہل حدیث“ حافظ مسعود و دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

شرکِ اکبر

مولانا رحمت اللہ ڈوگر

اگر کوئی انسان قبر، شجر، حجر، دیوی، دیوتا، شاہ وگدا، نیک وبدوغیرہ کی پرستش وبندگی نہیں کرتا تو یہ اس کے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے جو بھی اللہ رب العزت کو وحدہ لاشریک مانتا اور صرف اسی کی عبادت کرتا ہے یہ بہت ہی خوش بختی کی علامت ہے کیونکہ وہ دین قیم پر کاربند ہے۔

درحقیقت دین حنیف یہی ہے کہ اپنے مالک حقیقی اور منعم دائمی کی عبادت میں غیر کو شریک نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور رب تعالیٰ کی ربوبیت میں دوسروں کو شامل نہ کرنا۔ لائق مبارک ہے وہ انسان جو اپنے رب کے آخری اور قطعی پیغام قرآن ذیشان کلام رحمٰن کے مطابق عقیدہ اور عمل رکھتا ہے، ارشاد ربانی ہے: والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم ٥ ''اور تمہارا معبود رحمٰن ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا نہایت مہربان ہے'' (البقرہ: ۱۶۳ پ ۲ رکوع ۳)

مفسر بریلویہ نعیم الدین مراد آبادی تفسیری حاشیہ پر ''کنز الایمان بنام فضائل القرآن فائدہ نمبر ۲۹۱'' میں لکھتے ہیں کہ کفار نے سید عالم ﷺ سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمائیے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں بتادیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے، نہ وہ متجزیٰ ہوتا ہے (اس کے اجزا نہیں ہوسکتے) اور نہ منقسم (تقسیم بھی نہیں ہوسکتا)۔

مطلب صاف ہے کہ اس کے متجزے نہیں ہوسکتے، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر۔ الوہیت وربوبیت میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا ہے، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، کوئی اسکا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شریک نہیں ابوداؤد اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک مذکورہ بالا آیت اور دوسری الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ہم نے دیگر مفسرین کرام کا ترجمہ وتفسیر صرف اس لیے پیش نہیں کی کہ ہمارے مہربان دوست ''نور من نور اللہ'' اور اسی طرح مختلف نظریات رکھتے ہیں مثلاً

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

بالکل اسی طرح اپنے بزرگوں، بڑوں، پیروں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کہ مشہور شعر ہے۔

چاچڑ وانگ مدینہ دسے کوٹ مٹھن بیت اللہ ھو
ظاہر دیوچ پیر فریدن باطن دیوچ اللہ ھو

یعنی مجھے اپنے مرشد ومربی کا مسکن چاچڑ اور کوٹ مٹھن مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرح نظر آتے ہیں۔ یعنی ظاہری طور پر تو ہمارے پیر غلام فرید انسان ہیں، آدمی دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اللہ ہی ہیں۔ (استغفر اللہ) اسی طرح کہیں بزرگان دین کو الٰہی صفات و اختیارات تفویض کیے جاتے ہیں کہیں اللہ کا جز (حصہ partner) بنادیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کو بے اختیار کردیا جاتا ہے، جس طرح عموماً بڑے زور شور کے ساتھ یہ شعر پڑھا جاتا ہے کہ

خدا کے پلڑے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ لینا ہو لے لیں گے محمد ﷺ سے

اے میرے مرشد ومربی میں نے آپ کو اس لیے سجدہ کیا ہے کہ مجھے آپ کے اندر اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ سجدہ کرنا عبادت ہے جو کہ صرف رب العالمین کا ہی حق ہے۔ جبکہ تعظیمی سجدہ بھی علمائے بریلویہ نے اس امت کے لیے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ (اب پتہ نہیں یہ عقیدت مند حضرات کیا سمجھ کر اپنے مرشدوں کو سجدہ کرتے ہیں)

حوالہ پیش خدمت ہے، سورۃ البقرہ آیت ۳۴، فائدہ ۶۱ عنوان مسئلہ تفسیری حاشیہ خزائن۔۔۔ علی کنز الایمان ''سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔''

ا۔ ایک سجدہ عبادت جو بعقیدہ پرستش کیا جاتا ہے۔ ۲۔ دوسرا سجدہ تحیت جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔ مسئلہ سجدہ پر عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص ہے یہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی شریعت مطہرہ نے کسی بھی صورت میں اس کی اجازت دی ہے۔

آگے دلائل سے مفسر بریلویہ نے ثابت کیا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا تھا وہ سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تحیت تھا۔ (تعظیمی سجدہ تھا) اور صرف جھکنا نہ تھا بلکہ مکمل سجدہ کی طرح پیشانی زمین پر رکھ کر۔ مسئلہ کے عنوان پر مزید لکھتے ہیں کہ (رکوع کی طرح) سجدہ تحیت (تعظیمی) پہلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا اب کسی کے لیے جائز نہیں، کیونکہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (بحوالہ مدارک حاشیہ خزائن۔۔ علی ترجمہ کنز الایمان از سید المفسرین فرقہ بریلویہ نعیم الدین مراد آبادی)

قارئین کرام! غور طلب مقام ہے کہ اکابرین بریلویہ تو تعظیمی

سجدہ بھی امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی روا نہیں رکھتے، جبکہ ہمارے مہربان بھائی ہیں جو خود ساختہ مرشدوں، پیروں، فقیروں، ملنگوں کو سجدہ کر کے فخر محسوس کرتے ہیں، (تعظیمی سجدہ تو درکنار سجدہ عبادت سے بھی گریز نہیں کیا جاتا)، بڑے بڑے گدی نشینوں کے آستانے اور بزرگوں کے مزار اس پر شاہد ہیں کہ اس قبیح اور غیر شرعی (جن کا دین اسلام سے دور تک کا بھی واسطہ نہیں) عمل پر ذمہ داران علمائے بریلویہ کی چشم پوشی اور لا پرواہی چہ معنی؟؟ آپ خود ہی اپنی اداؤں پر غور کریں اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

معزز قارئین کرام! اگر یہ شرک اکبر نہیں تو شرک کہتے کسے ہیں؟ کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا؟ ہمارے کانوں میں تو مولانا حالیؒ پانی پتی کی آہ فغاں جو انہوں نے اس بے راہ رو قوم کی حالت دیکھ کر سنائی دے رہی ہے۔

کرے گر غیر کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں میں کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو چاہیں تو خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کر مانگیں دعائیں
قبروں پر جا جا کے نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

قارئین کرام! اللہ رب العزت کی الوہیت کا مسئلہ اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد صرف یہی بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۲۵ پارہ ۱۷ "وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ اللہ لا الہ الا انا فاعبدون" "اور ہم نے اس سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرنا"

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ توحید خالص ہر امت کے لیے فرض ہے، شرک کی کسی امت میں کسی کو بھی اجازت نہیں، یہاں حالت یہ ہے کہ صریحاً شرک کا ارتکاب بھی ہے، توحید خالص کا انکار بھی ہے، دین حنیف کا انکار بھی ہے، اگر کوئی سمجھائے کہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں داتا گنج بخش فیض عالم صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہی ذات ہے تو کہا جاتا ہے کہ بڑوں کا گستاخ ہے، بزرگوں کا بے ادب ہے۔ حالانکہ یہ بات نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے کہ مخلوق کی معبودیت اور سجودیت حرام ہے، مخلوق کے لیے سجدہ حرام ہے، خواہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ پہلے علمائے بریلویہ کی زبانی ثابت ہو چکا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان قرآن ذیشان نے بیان فرمایا ہے اس لیے ہمارے محسنوں کو صدق دل سے تعصب سے ہٹ کر ان آیات مقدسات پر غور کرنا چاہیے کہیں آفتاب پرستوں کی طرح شیطان انہیں ورغلا تو نہیں رہا۔ سورۃ النمل آیات ۲۳ تا ۲۶ پارہ ۱۹ میں کہ ایک مرتبہ ہدہد پرندہ دربار سلیمان علیہ السلام کے سامنے قوم بلقیس کے بارے میں جو کچھ دیکھا بیان کر رہا ہے "وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ وزین لھم الشیطن اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لایھتدون" "میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔" یہاں سیدھی راہ سے مراد مفسر بریلویہ نعیم الدین نے طریق حق و دین اسلام لیا ہے۔

یاد رکھئے دین اسلام ہر قسم کے شرک، بدعات و خرافات کے احکامات سے پاک و مبرا ہے۔ اب دیکھئے مجوسی سورج کو سجدہ کرتے تھے، جیسے ہدہد نے بیان کیا کہ شیطان کے ورغلانے میں آچکے ہیں کیونکہ سجدہ خالق کے لیے سورج تو خود مخلوق ہے، مخلوق کو سجدہ کرنے والوں کو کیا کرنا چاہیے، قرآن کریم کی زبانی سنیے "الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ماتخفون وما تعلنون" "فاضل بریلوی کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔"

مفسر بریلویہ کا حاشیہ خزائن العرفان بھی پڑھتے چلئے۔ اس میں آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں، Any body every thingh (کسی بھی چیز اور کسی بھی شخصیت کو) مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائنات ارضی و سماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو جو ایسا نہیں وہ مستحق عبادت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ رب تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی کو بھی مستحق عبادت سمجھنا یا اس کی عبادت و بندگی میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے، جو توحید کی ضد ہے اور اصطلاحی معنوں میں یہی شرک شرک اکبر ہے اور اسے ظلم عظیم بھی کہا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو توحید و سنت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

مولانا معین الدین لکھویؒ کا سفر آخرت

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد یونس

9 دسمبر 2011ء بروز جمعۃ المبارک صبح کی نماز کے بعد جب مسجد سے گھر آیا تو برادرم ڈاکٹر خالد قمر کی طرف سے موبائل فون پر یہ پیغام موصول ہوا کہ خاندان لکھویہ کے گل سرسبد مولانا معین الدین لکھوی انتقال کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ 4 بجے شام اوکاڑہ میونسپل سٹیڈیم میں ادا کی جائے گی، پیغام پڑھتے ہی دل سے آہ نکلی یارب العالمین یہ کیا ہو گیا، جماعت یتیم ہو گئی، زبان سے بے ساختہ نکلا

بادہ کش جو تھے پرانے وہ اٹھے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی

پھر اپنے آپ کو سنبھالا اور کچھ دوستوں کو اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع دی اور جامع مسجد ریاض الجنۃ گڑھی شاہو کی انتظامیہ کو بوجھل دل کے ساتھ یہ خبر سنائی اور بتایا کہ آج میں جمعہ پڑھانے کے لیے نہیں آؤں گا حسب معمول یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب حاضری دی، کلاس پڑھائی اور تقریباً ساڑھے گیارہ بجے عازم اوکاڑہ ہوا۔ راستے میں ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ''مرکز الاصلاح'' بھائی پھیرو میں نماز جمعہ ادا کی۔ انہی خیالات میں گم تقریباً ساڑھے تین بجے اوکاڑہ میونسپل سٹیڈیم پہنچ گیا، مختلف اطراف سے لوگ گاڑیوں، بسوں پر سوار جوق در جوق چلے آرہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے وسیع وعریض میدان حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ کے معتقدین، مریدین، سیاسی، سماجی اور دینی الغرض ہر طبقہ زندگی کے افراد سے بھر گیا۔

میرے ذہن میں اپنے قافلہ سالاروں مولانا سید داؤد غزنویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، پروفیسر ابوبکر غزنویؒ، مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوریؒ، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کے جنازوں کی یاد تازہ ہو گئی اور مجھے کچھ حوصلہ بھی ہوا کہ ہماری جماعت ابھی زندہ ہے اور بزرگوں کی خدمات کی قدر کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ ساتھ ہی ساتھ مولانا کی 92 سالہ بھرپور زندگی کی تاریخ بھی میرے سامنے آگئی۔ اپنے بزرگوں کی علمی یادگار جامعہ محمدیہ مرکز الاسلام لکھوکی کو قیام پاکستان کے بعد اوکاڑہ میں نہ صرف جاری رکھا بلکہ عصری تقاضوں کے مطابق اس میں کئی تبدیلیاں بھی فرمائیں، اب بھی دل سے نکلتی ہے

اے خدا ایں جامعہ را قائم بدار
فیض اُو جاری شود لیل و نہار

جنازہ میں ان کے سینکڑوں نہیں ہزاروں شاگرد بھی موجود تھے، علمائے کرام، شیوخ الحدیث، پروفیسر، ڈاکٹر انجینئرز کتنے ہی ان کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ تھے جو اظہار عقیدت کے لیے جنازگاہ میں پہنچے تھے مولانا کی ان علمی خدمات کے علاوہ جماعتی نظم و تنظیم کے بھی قافلہ سالار تھے، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر منتخب ہوئے اور کمال ہمت، بردباری اور قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کے شیرازہ کو بکھرنے سے بچاتے رہے۔ علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تصویر تھے

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

مولانا کی سیاسی زندگی کا باب بہت طویل ہے۔ 1985ء، 1990ء، 1999ء میں مسلسل تین بار قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ دو دفعہ قومی اسمبلی میں چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور منتخب ہوئے اور جب بھی لادین قوتوں نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو قومی اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے کہ مولانا کے مدلل اور مؤثر خطاب نے لادین قوتوں کے منہ بند کر دیے۔ تحریک ختم نبوت میں جیل جا کر سنت یوسفیؑ پر عمل کیا۔ مولانا انہی دینی اور سیاسی خدمات کی بناء پر تمغہ امتیاز سے بھی نوازے گئے، بات دور نکل گئی جب مولانا کا جنازہ سٹیڈیم میں پہنچا تو ایک جم غفیر تھا جو جنازے میں شرکت کے لیے صرف پنجاب سے ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان سے اوکاڑہ پہنچا تھا۔ نماز جنازہ سے قبل پروفیسر ساجد میر نے فکر آخرت کے عنوان پر اور پروفیسر حافظ سعید امیر جماعۃ الدعوۃ نے مختصر الفاظ میں مولانا کی دینی وسیاسی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا۔

جبکہ نماز جنازہ کی امامت کا اعزاز مولانا کے لائق ترین بھتیجے اور داماد پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی کے حصے میں آیا۔ حقیقتاً انہوں نے جنازے کی امامت کا حق ادا کر دیا، اس قدر رقت انگیز انداز میں دعائیں پڑھیں کہ خود بھی روئے اور پورے مجمع کو بھی رُلا دیا، سسکیاں اور آہیں تھیں کہ رکنے میں نہیں آرہی تھیں، مولانا کے عقیدت مند تو دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کوئی ایک آنکھ بھی ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔

جنازے کے بعد پورا مجمع مولانا کے آخری دیدار کے لیے اُمڈ پڑا مگر منتظمین نے بڑے تدبر اور حوصلے کے ساتھ مجمع کو کنٹرول کیا۔ بعد ازاں مولانا کے جسد خاکی کو تدفین کے لیے ان کے آبائی گاؤں تار اگڑھ دیپالپور لایا گیا، دوبارہ جنازہ پڑھایا گیا اور عقیدت مندوں کی آہوں اور سسکیوں میں مولانا مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔ اسی طرح علم وعمل کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ دعا ہے اللہ رب العزت ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

تعزیتی اجلاس

جنازے میں شمولیت سے واپسی کے بعد جب لاہور آیا تو دوسرے دن ہفتہ کو صبح کی نماز کے بعد درس قرآن جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسجد اقصیٰ علی پارک بیدیاں روڈ لاہور کینٹ میں کئی سالوں سے جاری ہے کو تعزیتی اجلاس میں بدل کو مولانا کی علمی، دینی، سیاسی اور سماجی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ مولانا لکھوی کے خاندان کی دینی خدمات ڈیڑھ صدی پر پھیلی ہوئی ہیں، اب اگر چہ حالات بہت بدل گئے ہیں۔

پنجاب کا وہ کونسا گھرانہ ہے جہاں ''احوال الآخرت'' نہ پڑھی جاتی ہو۔ تفسیر محمدی (پنجابی) مکمل سات جلدوں میں کونسا ایسا فرد ہے جس نے اسکا نام نہ سنا ہو گویا اس خاندان نے پورے علاقے میں رشد وہدایت کے چراغ جلا رکھے تھے، جن کی الباقیات الصالحات کے اثرات آج بھی موجود ہیں مولانا معین الدین لکھویؒ اپنے خاندان کی اسی علمی اور دینی وراثت کے امین تھے۔ مولانا کے بڑے بھائی مولانا محی الدین لکھویؒ کے نام اور کام سے کون واقف نہیں، آپ اپنی دیانت، امانت، تقویٰ وللّٰہیت کی بناء پر پورے علاقے کی معزز ترین شخصیت تھے، پوری زندگی دین کی خدمت، وعظ وتذکیر، ذکرواذکار اور خدمت خلق میں گزار دی۔ اپنے وعظ میں جب فکر آخرت کے موضوع پر احوال آخرت کے شعر پڑھتے تو خود بھی روتے اور سامعین خشیت الٰہی اور آخرت کی فکر سے روتے۔ اب ان قابل احترام ہستیوں کو کہاں سے تلاش کریں۔ بقول شاعر

اب ڈھونڈ ان کو چراغ رُخ زیبا لے کر

مولانا محی الدین لکھویؒ اور مولانا معین الدین لکھویؒ کے حوالے سے لکھوی خاندان کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے روپڑی خاندان کی علمی ودینی خدمات کے حوالے سے امام العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی خطیب پاکستان حافظ اسماعیل روپڑیؒ، سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی جماعت کے لیے خدمات بالخصوص حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی مناظرانہ خدمات کا تذکرہ کیا گیا۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟

غائبانہ نماز جنازہ:

ہفتہ 10 جون کو ہی کوٹرادھاکشن سے ماموں زاد بھائی حافظ محمد سعید کی اچانک وفات کی اطلاع آگئی۔ حافظ محمد سعید مرحوم حافظ محمد سلیمان بھوجیانیؒ کے بیٹے تھے، جن کی علمی ودینی خدمات کا تذکرہ مولانا عبدالعظیم انصاریؒ نے اپنی کتاب ''علمائے بھوجیاں'' میں کیا ہے۔ فوراً کوٹرادھاکشن پہنچا، بھوبیہ آصل اور اس کے گردونواح کا پورا علاقہ حافظ محمد سلیمانؒ کا عقیدت مند ہے، اس لیے ان کی عقیدت کی بناء پر پورا علاقہ ان کے بیٹے کے جنازے میں شمولیت کے لیے پہنچا۔

جنازے کی امامت کا قرعہ میرے نام نکلا، اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسجد کے منتظمین نے اعلان کردیا کہ حافظ محمد سعید کی نماز جنازہ کے بعد مولانا معین الدین لکھوی کا غائبانہ جنازہ بھی پڑھایا جائے گا۔ چنانچہ قاری محمد عزیز جو میرے ماموں حافظ سلیمانؒ کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ مولانا معین الدین لکھویؒ کے بھی شاگرد ہیں، انہوں نے مولانا کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مرحومین کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کر کے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کے طلباء حافظ محمد عرفان اور محمد احمد کی مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم کے لیے سعودی عرب روانگی

حسب سابق امسال بھی جامعہ اہل حدیث کے طلباء محمد عرفان، محمد احمد کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہوا، اور وہ مورخہ 25 جنوری 2012ء کو سعودی عرب روانہ ہوگئے۔ اس موقع پر ادارہ کے مدیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی، مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی ودیگر اساتذہ کرام نے ان طلباء کو دعاؤں کے ساتھ روانہ کیا اور تلقین کی وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، تاکہ دین حنیف کی احسن انداز سے خدمت ہو سکے اور لوگوں کو شرک وبدعت سے نکال کر صراط مستقیم کی طرف گامزن کیا جاسکے۔ یاد رہے گذشتہ سال بھی ادارہ کے دو طلباء قاری محمد سلیم آصف، قاری انیس الحق کا بھی داخلہ ہوا تھا، اب وہ وہاں زیر تعلیم ہیں۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

ہمارے پاس شعبہ تحفیظ القرآن کا خاصہ تجربہ رکھنے والی دو معلمات موجود ہیں اگر کسی ادارہ میں ضرورت ہو تو رابطہ کر سکتے ہیں۔

(قاری فیاض احمد مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور 0301-4167882)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مدیر مسئول 5854010 (042)
فون مدیر اعلیٰ 6581025
تنظیم اہلحدیث (042)
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆

جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

☆ رئیس الجامعہ ☆

حافظ محمد جاوید روپڑی

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائنگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ

اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230